تنگ ہو گئی۔ ہر ستے۔ بھوجی۔ پان نہ کھلاؤ گی۔
ایک دن دو دن۔ آخر مروت کہان تک۔ انتہا یہ کہ پاندان مین نے اون کے آگے سرکا دیا۔
اوسدن سے مین خود دست بردار ہو گئی۔ اونھون نے قبضہ کر لیا۔ جیسے کوئی مال موروثی
پر قبضہ کرتا ہو۔ پان اس بدتمیزی سے کھاتے تھے کہ دیکھنے والون کو خواہ مخواہ نفرت ہو جاے
کتھے۔ چونے کی کلھیون مین اونگلیان پڑ رہی ہاین۔ زبان سے چاٹ رہے ہاین۔ مین نے
جب یہ قرینہ دیکھا۔ چکنی کے چورے اور الائچی پر بسر کرنے لگی۔ اسمین بھی وہ ساجھا لگاتے تھے۔
ایک اور صاحب واجد علی نامے اکثر خصوصاً کھانے کے وقت ضرور تشریف لاتے تھے۔
اب یاد نہین اکبر علیخان کے برادر نسبتی تھے۔ اون کے مذاق مین فحش حدِ اعتدال سے
زیادہ تھا۔

ان دو نون صاحبون کے سوا اکبر علیخان صاحب کے بے تکلف احباب بہت سے تھے۔
جنمین سے اکثر کو مقدمہ بازی کا شوق تھا۔ دن رات قانون چھٹا کرتا تھا۔ مگر جب مرزا صاحب
تشریف لیجاتے تھے تو اک گونہ امن ہو جاتی تھی۔ اسلیے کہ اونکو مقدمون کی باتین سننے
سے نفرت تھی۔

اس مکان سے چند روز کے بعد میری طبیعت حد سے زیادہ اوکتا گئی۔ قریب تھا کہ کہین اور
رہنے کا بندوبست کیا جاے کہ ایکدن ایسا اتفاق ہوا کہ اکبر علیخان کسی مقدمے مین فیض آباد
گئے۔ افضل علی اپنے گانون۔ اتفاق سے مکان مین کوئی نہین ہے۔ دروازے کی کنڈی
بند کر لی ہے۔ مین اکیلی بیٹھی ہون کہ اتنے مین کھڑکی (جو زنانہ مکان کے دیوار مین تھی) کھلی
اور اکبر علیخان کی بیوی اندر چلی آئین۔ مجھے خواہی نخواہی سلام کرنا پڑا۔ انگنائی مین
تختون کا چوکا بچھا تھا۔ اوسی کے پاس میرا پلنگ لگا تھا پہلے بڑی دیر تک جھکے کھڑی
رہین۔ آخر مین نے کہا۔ یا اللہ بیٹھ جایے۔ بارے بیٹھ گئین۔

مین۔ یہ ہم غریبون پر کیا عنایت تھی۔ آج ادھر کہان تشریف آئی۔
بیوی۔ بلکہ تمکو میرا آنا ناگوار ہو۔ تو چلی جاؤن۔
مین۔ جی نہین۔ آپ کا گھر ہے۔ مجھے ایسا حکم ہو تو مناسب بھی ہے۔
بیوی۔ یے باتین نہ بناؤ۔ اگر میرا گھر ہے تو تمھارا گھر بھی ہے۔ اور سچ پوچھو تو نہ میرا ہے نہ تمھارا
گھر تو گھر والے کا ہے۔

مین - جی نہین - خدا رکھے آپ کے گھر والے اونکا بھی ہے - آپکا بھی -
بیوی - یہ تم اکیلی بیٹھی رہتی ہو - آخر ہم بھی آدمی ہین - اودھر کیون نہین چلی آتین - ہان میان کا حکم نہو گا -
مین - میان کے حکم کی تو مین کچھ ایسی تابع نہین ہون - ہان آپکی اجازت کی ضرورت تھی وہ حاصل ہو گئی - اب حاضر ہونگی -
بیوی - اچھا تو چلو - مین - چلیے -
مکان مین جاکے جو دیکھتی ہون - خدا کا دیا سب کچھ تھا - تانبے کے مٹکے - دیگ - گگرے - پتیلیان - لوٹے - نواڑی کے پلنگ - مسہری - تختون کے چوکے - فرش فروش - مگر کسی بات کا قرینہ نہین - انگنائی مین جابجا کوڑا پڑا ہوا - باورچیخانے مین سامنے بوا امیرن کھانا پکار ہین - مکھیان بھن بھن کر رہی ہین - تختون کے چوکے پر پیک کے چھلکے پڑے ہوے - بیوی کے پلنگ پر منون کوڑا - اناممن نے پاندان بیوی کے سامنے لاکے رکھدیا - کتھے چونے کے دھبون مین سارا پاندان چھپا ہوا تھا - دیکھ کے میرا تو جی مالش کرنے لگا -
بیوی نے پان لگاکے دیا - مین نے چٹکی مین دبا لیا - باتین کرنے لگی - اسی اثنا مین محلے کی بڑھیا آنکلی - زمین پر چسکڑا مارکے بیٹھ گئی - بیوی سے (میری طرف اشارہ کرکے پوچھا)
بڑھیا - یہ کون ہین - بیوی - اب تمھین کیا بتاؤن ؟ -
مین چپکی بیٹھی رہی - بڑھیا - (اکبر علیخان کی بیوی سے)
بڑھیا - اوہی ! جیسے مین جانتی نہین "
مین - بڑی بی پھر جانتی ہو - تو اوسکا پوچھنا کیا - ؟ -
بڑھیا - اوہی بی مین تم سے نہین بات کرتی - مین تو اپنی بہو صاحب سے پوچھتی ہون میرا منہ تمسے بات کرنے کے لائق نہین - تم بڑی آدمی ہو -
مین - بڑھیا کا منہ دیکھ چپکی ہو رہی -
بیوی - اوہی بڑھیا - ! ذرا سی بات مین جھاڑ کا کانٹا ہو گئی -
بڑھیا - (بیوی سے) تم تو اس طرح بات چھپاتی ہو - جیسے ہم دشمن ہین - اے لو ! ہم تو انکی بھلائی کے لیے بات کرتے ہین - یہ نہین سے اولٹے بگڑتی ہین -
بیوی - اے بس اپنی خیر خواہی رہنے دو - بوا تم کسی کے گھر کی اجارہ دار ہو -

بڑھیا- ہمارا اجارہ کیون ہونے لگا- اب جو نئی نئی آتی جائینگی اونکا اجارہ ہوتا جائگا-
مین- بڑھیا کی اِس بات پر مجھے بیساختہ ہنسی آگئی- مُنہ پھیر کے ہنسنے لگی-
بیوی- کیون نہین - اے تم بھی میری سوت ہونا! (میری طرف مخاطب ہوکے)
لے سن لو خانصاحب کی پہلی بی بی ہین- لو بیوی تم اصل مین انکی سوت ہو- مین تو اِنکے
بعد کائی ہون-
بڑھیا- وہ سوت ہون اپنے ہوتے سوتون کی- مجھے یہ باتین نہین اچھی لگتین-
مُنہ در مُنہ گالیان دیتی ہو- موی کسبیون- خانگیون کی صحبت مین اور کیا سیکھو گی-
یہی تو سیکھو گی-
لو اتنے دن مجھے آئے ہوے بڑی بیگم صاحب (اکبر علیخان کی والدہ) نے آدمی بات
نہین کہی- بہو صاحب گونتی ایسی ہین کہ محلّے کی بڑھیون کو گالیان دیتی ہین-
بیوی- (غصہ ہوکر) مین نے تم سے کہدیا- لڈّن کی مان- تم آج سے میرے پاس نہ آنا-
وہین بڑی بیگصاحبہ کے پاس جاکے بیٹھا کرو-
مین- مجھے بھی بہت غصہ تھا- مگر مین نے دیکھا کہ بے تکی عورت ہے- اِسکے مُنہ کون
لگے- ضبط کرکے چُپکی ہو رہی-
بڑھیا- ہماری بلا آتی ہے- . . . . "
بیوی- موئی کی شامتین آئی ہین- یہ بلا بو غمہ کیا بک رہی ہے-
بڑھیا- تو کیا تمھارے دَبیل ہین- کچھ کسی کے لینے دینے مین- گھڑی بھر نکل آئے تھے-
تم ہم سے بات کرتی تھین- ہم تم سے بات کرتے تھے- نہ آئین گے-
بیوی- ہرگز نہ آنا-
بڑھیا- اِس ضد پر تو ضرور آئینگے- دیکھین تم ہمارا کیا بنا لیتی ہو-
بیوی- آ گئی تو اتنی جوتیان لگائین گے کہ سر مین ایک بال نہ رہیگا-
بڑھیا- کیا تاکت- کیا مجال- مُنہ بنواؤ- جوتیان مارینگی- بڑی بچاری-!
بیوی- لے او ٹھو- یہان سے ٹہلو- نہین تو لیتی ہون ہاتھہ مین جوتی-
بڑھیا- (ایک ٹھٹہ لگاکے) آج تو ہم جوتیان کھاکے جائینگے- مارو ٹھے باپ کی بیٹی ہو-
باپ کے نام پر بیوی کو غصہ آہی گیا- چہرہ سُرخ ہوگیا- تھر تھر کانپنے لگین-

بیوی۔ دور ہو یہان سے کہتی ہون۔
بڑھیا۔ اب تو ہم جوتیان کھا ہی کے جائین گے۔
بیوی۔ (مجھسے مخاطب ہو کے) دیکھو یہ مجھے ضد دلا رہی ہے۔ بے مارے موئی کو نہ چھوڑونگی
مین۔ بیگم جانے بھی دیجیئے موی بے تکی ہے۔
بڑھیا۔ مجھسے۔ تو نہ کچھ بولنا۔ مال زادی تجھے تو کچا ہی کھا جاؤن گی۔
بیوی (جوتی پیر سے لے کے) ایک۔ دو۔ تین۔ اب راضی ہوئین۔
مین۔ بیگم جانے دیجیئے۔ ہاتھ سے جوتی چھین لی۔
بیوی۔ نہین تم نہ بولو۔ موی کا کچومر نکال ڈالون گی۔
بڑھیا۔ اور مارو۔

بیوی نے دوسرے پیر سے جوتی اوتار کے پانچ چار اور لگائین۔
اب تو بڑھیا نے زمین پر پاؤن پھیلا دئے۔ اور زمین پر دوہتڑ مارنا شروع کیے۔ ہی ہی! بڑی بڑی! مجھے جوتیان مارین! اب تو دل ٹھنڈا ہوا۔ سوت کی جلن مجھپر اوتاری۔ ہائے مارا! ہای مارا۔ چلا چلا کے دوہائی دینا شروع کی۔ باورچیخانے سے بوا امیرن اودھ کے دوڑین بڑی بیگم صاحب اپنے دالان سے چلی آئین۔ ایک آفت برپا ہوگئی۔
بڑی بیگم صاحب کو آتے دیکھ کر اور بھی دوہتڑ مارنا شروع کیے۔
اس بڑھاپے مین مجکو جوتیان کھلوائین۔
بیگم صاحب ۔ ے مجھے کیا معلوم تھا کہ ہمپر جوتیان پڑ رہی ہین۔ نہین آکے بچا لیتی۔ آخر بات کیا ہوی۔
بڑھیا۔ (میری طرف اشارہ کر کے) اس مالزادی نے مار کھلوائی۔ ارے اس . . . نے مار کھلوائی۔
مین ٹھگ ماری سی ہوگئی۔ بیگمصاحب سے مجھسے اسوقت سامنا ہوا ہے۔ کچھ کہتے نہین بن پڑتا۔
بیوی۔ پھر اونکا نام لیئے جاتی ہے۔
بڑھیا۔ ہم تو نام لین گے۔ دیکھین تم کیا کرتی ہو۔
بیگم صاحب۔ آخر ہوا کیا تھا۔

بڑھیا۔ مجھ نگوڑی ماری نے اتنا پوچھا کہ یہ کون ہین۔ بے بھلا کیا گناہ کیا۔
بیوی۔ تم تو کہتی تھین مین جانتی ہون۔ پھر پوچھنے سے کیا مطلب تھا۔
بڑھیا۔ کیا مطلب تھا۔ اچھا مطلب بتا دونگی۔ تو یہی جو اپنا عوض نہ لے لون۔ خیر۔ تمنے مارا تو ہے۔
بیگم صاحب۔ چل شتغل۔ تو کیا بدلا لیگی۔ ذرا کسی بھلاوے پر نہ بھولنا۔
بڑھیا۔ مین تم سے کچھ نہین کہتی۔ تم جو جی چاہے کہہ لو۔ تمھارا حک ہے۔
بیگم صاحب۔ تیری حک والی کی ایسی تیسی۔ نکل یہان سے۔
بڑھیا۔ لو یہ بھی نکالتی ہوی آئین۔ اچھا جاتے ہین۔ یہ کہہ کے بڑھیا اوٹھ کھڑی ہوی۔ لہنگا جھاڑ۔ جھوڑ۔ بڑبڑاتی ہوی۔ بڑی نکالنے والی۔ جاتے ہین۔ دیکھین تو کیونکر نہین آنے دیتین۔
بیگم صاحب۔ (بہو صاحب سے) آخر تم اِس موی چڑیل کے مُنہ کیون لگین۔
بیوی۔ ہ امان جان، آپ کے سر کی قسم مین نے تو کچھ بھی نہین کہا۔ وہ تو آپ ہی جیسے کوئی کھاٹ پر سے سو کے آئی تھی۔ سیکڑون باتین تو اُن بیچاری کو سنا کے رکھدین۔
بیگم صاحب۔ میرے ذکر بیگم صاحب کچھ ناک بھون چڑھا کے چپکی ہو گئین۔ مجھکو اوس بڑھیا کی بات تو اتنی ناگوار نہین ہوئی۔ کیونکہ مین اوسکو دیوانی سمجھی ہوی تھی مگر ہان بیگم صاحب کی بے اعتنائی سے سخت صدمہ ہوا۔ وہ ابھی وہین کھڑی ہوئی تھین کہ مین اوٹھ کے کھڑکی کے پاس چلی آئی اور اپنے مکان مین آن بیٹھی۔
بیگم صاحب۔ (میرے چلے آنے کے بعد بہو سے) اوہی بیٹا۔ تمنے اوس بڑھیا نگوڑی کو خواہ مخواہ پیٹ ڈالا۔ اور پھر موی ایک شتغل بانلاری کے لیئے۔ آخر تمھین اوسکی بڑ چک لینا کیا ضرور تھی۔
امیرن۔ اچھا اوسکو جانے دیجیئے۔ جیسی اوسنے بدزبانی کی تھی۔ اپنی سزا کو پہنچی۔ یہ پوچھیئے کہ یہ کبھی خانگیون سے میل جول کیسا۔ اور کبھی بھی وہ جس سے میان سے آشنائی ہو۔ ابھی وہ لا کے سر پر بٹھا دیتے تو کیسی قیامت ڈالتی۔ اور خود غرض کر کے جا کے بلا لائین۔
بیگم صاحب۔ (امیرن سے) اوسکی مجال تھی۔ گھر مین لے آتا۔ ہم نہین بیٹھے ہین۔ باہر

جسکا جی چاہے آئے۔ گھر مین کسی کا کیا کام ہے۔ اے لو۔ ان سے (اکبر علیخان کے باپ سے) برسون حسین باندی سے ملاقات رہی۔ اور اوسنے کیسی منتین کین پینے نہین ہامی بھری۔ بوا امیرن مین یہ سونچی کہ آج کو جہان طریق گھڑی تڑی چلی آیگی کل کو میان گھر مین بٹھالین گے تو یہ چھاتی پر مونگ کون دلوائے گا۔ اپنی پت اپنے ہاتھ ہے۔ یہ آج کی لڑکیون کو اپنا آگم اندیشے کا خیال نہین۔

امیرن۔ سچ ہے۔ بیگمصاحب۔ اول تو مونڈھے پر بیٹھنے والیون کا گھر گرستون مین کام ہی کیا ہے۔ اگلے لوگ کہتے تھے ایک درجہ مرد کو گھر مین بُلالے مگر بد عورتون کو نہ بلائے۔

بیگمصاحب۔ بوا بات یہ ہے کہ مرد اگر چلا بھی آئے گا۔ تو کیا وہ عورتون مین گھس کے بیٹھے گا۔ کل کی بات ہے بھاگڑ کے دنون مین برسون حسین خان ہمارے گھر مین چھپے رہے پھر بوا ایک گھر کا رہنا سہنا۔ مگر مجال ہے کہ اونھون نے میرا آنچل تک دیکھا ہو۔ یا بات تک سنی ہو۔ دن دن بھر صحنچی مین گھٹی بیٹھی رہتی تھی۔ ماما اصیلون سے اشارون مین باتین کرتی تھی۔

امیرن۔ ایک تو یہ کہ تُم صحنک کی کھانے والی بیوی صاحبزادی۔ جب اصیلون کے پاس بیٹھو گی کہان تک براؤ ہوگا۔ کہین اوسنے کتھے چونے کی کلھیون مین ہاتھ ڈال دیا تمھاری آنکھ بچاکے کٹورے مین پانی ہی پی لیا۔ دوسرے مُوی لگاہیان انکا اتبار (اعتبار) کیا۔ سیکڑون عارضون مین گھری ہوتی ہین۔ ان کے تو پرچھا دین سے بچنا چاہیئے۔

بیگم صاحب۔ ایک بات۔ سبھی باتون کا براؤ ہونا چاہیے! پرچھاوان۔ ناگھن۔ ٹوٹکے۔ ٹونگے۔ بوا کون کہے۔ انکو تو سمجھ نہین۔ اور جو کچھ کھلا ہی دے۔ مرزا محمد علی کی بہو کو سوت نے جونک کھلادی۔ دین دنیا سے جاتی رہی۔ نہ آل کی نہ اولاد کی۔

امیرن۔ جی ہان۔ اے لو۔ کیا مین جانتی نہین ہون۔

بیگم صاحب۔ بوا یہ سوتاپے کا رشتہ ایسا ہے کہ اسمین جہان تک الگ تھلگ رہے اچھا۔ یون تو الگ تھلگ رہنے پر بھی جان نہین بچتی۔ مجھی کو دیکھو اوس مُوی نگلے کی کہاری نے کیا کوئی بات اوٹھا رکھی۔ دعا۔ تعویذ۔ گنڈا۔ کیسے کیسے فقش میرے سرھانے سے نکلتے تھے۔

امیرن - پھر اوس . . . . کو اپنے گھر مین کیون آنے دیا۔
بیگمصاحب - اے بوا نوکر تھی - مین کیا جانتی تھی کہ اِس سے میان سے لگا سگا ہے۔ جس دن معلوم ہو گیا - مین نے کھڑے کھڑے نکال دیا۔
امیرن - مگر بیگم ایک بات ہو گی خدا لگتی - آپ کی خدمت بہت کی۔
بیگم - یہ خوب کہی - میان کو چھینا تھا - اب کیا اِس سے بھی گئی گذری - اِس بڑھیا کو کیا سمجھتے ہو - اِن سے بھی کسی زمانے مین میان سے تھی۔
امیرن - (قہقہہ لگا کے) نہین بیگم صاحب۔
بیگم صاحب - کیا مین جھوٹ کہون گی جب ہی تو وہ دُہراتی تھی کہ اپنا عوض لیلونگی۔
امیرن - بہو صاحب تو پھر آپ کو نہین چاہیئے تھا سُسرے کی حرم کو اپنی جوتیان۔
بیگم صاحب - بوا ان لوگون کو یہ لحاظ کہان - سچ کہون مجھے بھی یہ بات ناگوار ہوی - اِن بیگم کے مُنہ پہ کہتی ہون - آج کو موی ٹھمائی کے چلتے سُسرے کی حرم کے جوتیان مارین کل کو ساس کو مارینگی۔
امیرن - نہین خدا نہ کرے - مگر ہان بات کہنے ہی مین آتی ہے - اِن دونون ڑمیون نے بہو صاحب بیچاری کو ایسے کوچنے دیے کہ آخر کہ بیچاری چیخین مار مار کے رونے لگی میرا یہ حال تھا کہ انگارون پر لوٹ رہی تھی - جی چاہتا تھا کہ دونون بڑھیون کا مُنہ نوچ لون۔
رسوا - ہائین - ہائین - یہ غصہ -

ذو کیسے گا ذرا طبیعت کو
کہین ایسا نہو کہ خفت ہوئے

امراوٗ - مرزا صاحب غصّے کی بات ہی تھی - ایک انسان کو اتنا ذلیل سمجھنا انسانیت سے بعید ہے۔
رسوا - میرے نزدیک تو کوئی ایسی بات نہ تھی جسپر آپ کو اتنا غصہ آیا - وہ دونون بڑھیان سچ کہتی تھین - اور بدّن کی مان بھی بیچاری ناحق پٹی - حق تو یون ہے اب آپ چاہے بُرا مانین - چاہے بھلا۔
امراوٗ - واہ مرزا صاحب آپ خوب انصاف کرتے ہین۔